آیاتها ۱۷ سُوْرَۃُ الطَّارِقِ مَکِّیَّۃٌ ۸۶ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۙ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ﴿۲﴾ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ﴿۳﴾
اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ؕ﴿۴﴾ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ؕ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ
مَّآءٍ دَافِقٍ ۙ﴿۶﴾ یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ
لَقَادِرٌ ؕ﴿۸﴾ یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآىِٕرُ ۙ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّ لَا نَاصِرٍ ؕ﴿۱۰﴾

’’قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی۔ اور آپ کو کیا معلوم یہ رات کو آنے والا کیا ہے۔ ایک تارا نہایت تاباں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ نہ ہو۔ سو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسے پیدا کیا گیا ہے اچھلتے پانی سے۔ جو (مرد وزن کی) پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ بے شک وہ اس کو پھر واپس لانے پر قادر ہے۔ یاد کرو اس دن کو جب سب راز فاش کر دیئے جائیں گے۔ پس نہ خود اس میں زور ہوگا اور نہ کوئی (دوسرا) مددگار ہوگا‘‘۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے خالد العدوانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثقیف کے بازار میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قوس یا عصا مبارک پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور آپ ان کے پاس مدد و نصرت کی خواہش کرنے لگے۔ پس اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ پوری سورت پڑھتے ہوئے سنا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں یہ سورۃ یاد کر لی۔ پھر زمانہ اسلام میں یہ سورت پڑھی۔(2)

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء کی قرأت کی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنہ برپا کرتا ہے؟ کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں کہ تو وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (الشمس: 1) اور ان جیسی سورتیں پڑھے۔(3)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 197 (4126)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی المغرب، جلد 2-1، صفحہ 168، دار الریان القاہرہ

marfat.com
Marfat.com

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کے بارے کہا کہ تیرے رب نے رات کو نمودار ہونے کی قسم کھائی ہے۔ اور ہر وہ شے جو رات کے وقت تیرے پاس آئے، نمودار ہو وہی طارق ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ تو انہوں نے کہا: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ۔ پھر میں نے کہا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ (التکویر) تو انہوں نے کہا: الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ (التکویر) پھر میں نے کہا۔ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء:24) تو انہوں نے کہا اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النساء:24) پھر میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس سے زیادہ نہیں جانتا مگر وہی جو تو سن رہا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کے تحت فرمایا ہر وہ شے جو رات کے وقت نمودار ہوتی ہے۔ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا: ہر نفس پر محافظ فرشتے ہیں۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد روشن ستارہ ہے۔ اور اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا کوئی نفس نہیں ہے مگر اس پر محافظ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کا مفہوم ہے کہ الطَّارِقِ سے مراد ستارہ ہے جو دن کو چھپ جاتا ہے اور رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ اور اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ کے تحت فرمایا: کہ ہر نفس کی اس کے عمل، اس کی مدت عمر اور اس کے رزق نے حفاظت کی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ فرمایا: طارق سے مراد رات کے وقت ستارے کا ظاہر ہونا ہے۔ وہ کہتے ہیں: يَطْرُقُكَ بِاللَّيْلِ (یعنی وہ جو رات کے وقت تیرے پاس آئے) النَّجْمُ الثَّاقِبُ فرمایا: مراد چمکنے والا روشن ستارہ ہے۔ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا: کوئی نفس نہیں ہے مگر اس پر نگران اور محافظ ہے۔ فرمایا: وہ کراماً کاتبین ہیں جو تیرے عمل، تیرے رزق اور تیری موت کے وقت کی حفاظت کرتے ہیں اور ابن آدم! جب تجھے موت آتی ہے تو تیری روح کو تیرے رب کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ ہے جو شعلے مارتا ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد ثریا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ان میں سے ہے جو چوری چھپے گفتگو سننے والے (شیاطین) کو جلا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے لَّمَّا میں لام کو مشدد اور منصوب پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ کے ضمن میں یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 74-172، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 416 (3569)، دار احیاء التراث العربی بیروت　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 173

marfat.com

Marfat.com

بیان کیا ہے کہ الْاِنْسَانُ سے مراد ابوالاشدین ہے وہ چمڑے پر کھڑے ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا: اے گروہ قریش! جو مجھے اس سے ہٹا دے گا اس کے لیے اتنا اتنا (انعام) ہوگا اور وہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ جہنم پر مقرر فرشتوں کی تعداد انیس ہے۔ پس میں اکیلا تم دس کو کافی ہوں اور تم نو مجھے کافی ہوتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ وہ خارج ہوتا ہے آدمی کی پیٹھ سے اور عورت کے سینہ کی ہڈیوں سے اور ہر بچہ انہی دو سے ہوتا ہے۔

عبد بن حمید نے ابن ابزی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الصُّلْبِ سے مراد مرد کی پیٹھ اور التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کا سینہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ پانی گردن اور سینے کے درمیان سے خارج ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: التَّرَآىِٕبِ ہنسلی سے نیچے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کا سینہ ہے اور یہی ہار پہننے کی جگہ ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے ارشاد ربانی یَّخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کے ہار پہننے کی جگہ ہے (یعنی سینے کی وہ جگہ جہاں تک عورت ہار پہنا کرتی ہے)۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

وَالزَّعْفَرَانُ عَلٰی تَرَائِبِهَا شَرَفًا بِهِ اللَّبَّاتُ وَالنَّحْرُ

"اور زعفران اس کے سینہ پر ہے۔ اس کے سبب لبہ اور نحر (سینے کا اوپر والا حصہ) دونوں کو شرف حاصل ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے ان سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ پانی نکلتا ہے آدمی کی پیٹھ سے اور عورت کے سینے کی ہڈیوں سے۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

نِظَامُ ( ) اللُّؤْلُؤِ عَلٰی تَرَائِبِهَا شَرَفًا بِهِ اللَّبَّاتُ وَالنَّحْرُ

"موتیوں کا ہار اس کے سینے پر ہے۔ اس کے سبب لبہ اور نحر دونوں کو شرف حاصل ہے"۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد سینہ ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت عطیہ اور حضرت ابو عیاض رحمہم اللہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور اس صحیح قرار دیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد ہر جانب سے نیچے والی پسلیوں میں سے چار پسلیاں ہیں۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 174 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 565 (3918)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہڈیاں اور پٹھے آدمی کے پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور گوشت اور خون عورت کے پانی سے پیدا ہوتے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح تفسیر بیان کی ہے کہ يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ کے بارے فرمایا: وہ پانی آدمی کی پیٹھ اور اس کے سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے خارج ہوتا ہے۔ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرنے اور لوٹانے پر قادر ہے۔ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآىِٕرُ فرمایا: بے شک یہ اسرار اور راز آزمائش اور امتحان ہیں۔ پس تم چھپ کر اور سرا بھی نیکی کرو اور اعلانیہ بھی نیکی اور خیر کا عمل بجالاؤ۔ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ پس نہ خود اس میں ایسی قوۃ ہوگی جس کے سبب وہ بچ سکتا ہو۔ وَّ لَا نَاصِرٍ اور نہ ہی کوئی مددگار ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے خلاف اس کی مدد کرے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ بوڑھے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بنادے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نطفہ کو احلیل میں واپس لوٹانے پر قادر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ اسے (نطفہ) کو صلب میں واپس لوٹادے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ اسے (انسان کو) نطفہ کی صورت میں اپنے باپ کی صلب میں واپس لوٹادے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرنے پر قادر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآىِٕرُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ السَّرَآىِٕرُ سے مراد وہ اعمال ہیں جو لوگوں سے مخفی ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک وادی میں ہیں۔ تم ان کا ان کی دوا کے ساتھ علاج کرو۔ عرض کی گئی: ان کی دوا کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: دوا یہ ہے کہ تو توبہ کرے اور ان کا اعادہ نہ کرے۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ السَّرَآىِٕرُ سے مراد روزہ، نماز اور غسل جنابت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو چار چیزوں کا ضامن بنایا ہے: نماز، زکوٰۃ، رمضان المبارک کے روزے اور غسل جنابت۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 417، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

یہی وہ اسرار ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (1)

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّ مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ یَكِیْدُوْنَ كَیْدًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَكِیْدُ كَیْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا ﴿۱۷﴾

''قسم ہے آسمان کی جس سے بارش برستی ہے۔ اور زمین کی جو (بارش سے) پھٹ جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ قرآن قول فیصل ہے۔ اور یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔ یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ اور میں بھی تدبیر فرما رہا ہوں۔ پس آپ کفار کو (تھوڑی سی) مہلت اور دے دیں، کچھ وقت انہیں کچھ نہ کہیں''۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کی تفسیر میں فرمایا: قسم ہے آسمان کی جو بارش کے بعد بارش (مسلسل بارش) برسانے والا ہے اور وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ کے تحت فرمایا: اس میں مراد نباتات سے زمین کا پھٹنا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حضرت عکرمہ، حضرت ابو مالک، حضرت ابن ابزی اور حضرت ربیع بن انس رحمہم اللہ تعالیٰ تمام سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بادل بارش برساتا ہے پھر بارش کے ساتھ لوٹ کر آتا ہے۔ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ فرمایا وادیوں کے سوا تنگ مقامات اور کھو کھلے کنارے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کا معنی یہ ہے قسم ہے آسمان کی جو ہر سال بارش کے ساتھ لوٹتا ہے۔ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ اور زمین کی جو ہر سال نباتات کے ساتھ پھٹی ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ سے مراد وادیوں کا پھٹنا ہے۔

امام ابن مندہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ کا مفہوم ہے کہ زمین اللہ تعالیٰ کے اذن سے اموال و نباتات کے ساتھ پھٹ جاتی ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کہ قسم ہے آسمان کی جو ہر سال بندوں کی طرف ان کے رزق کے ساتھ رجوع کرتا ہے (یعنی بارش برساتا ہے جو ان کے رزق کا سبب بنتی ہے) اگر

1۔ بحوالہ کنز العمال، جلد 2، صفحہ 13 (2942)، موسسۃ الرسالہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 416 (3571)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 412 (7197)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

ایسا نہ ہو تو لوگ بھی ہلاک ہو جائیں اور ان کے مویشی بھی مر جائیں۔ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ فرمایا: اور زمین کی جو کہ نباتات اور پھلوں کے ساتھ پھٹ جاتی ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ بے شک یہ قرآن قول فیصل ہے۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ فرمایا: اور یہ کوئی کھیل تماشا نہیں۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا فرمایا: اس میں رُوَيْدًا کا معنی قلیل ہے (یعنی آپ کفار کو تھوڑی سی مہلت اور دے دیں، کچھ وقت انہیں کچھ نہ کہیں)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے ارشاد ربانی وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے قرآن محض باطل اور کھیل نہیں ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے قیس بن رفاعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَمَا اَدْرِیْ وَسَوْفَ أَخَالُ أَدْرِیْ ... اَهَزْلٌ ذَاكُمْ اَمْ قَوْلٌ جِدٍّ

''اور میں نہیں جانتا اور میں فراست سے جان لوں گا کہ کیا یہ تمہارا کھیل اور مزاق ہے یا عمدہ اور اچھا قول ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ کا مفہوم یہی بیان کیا ہے کہ قرآن کوئی کھیل نہیں ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ آپ کے بعد آپ کی امت میں اختلاف پڑ جائے گا۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: کتاب اللہ کے ساتھ ہر جابر کو توڑا جا سکتا ہے۔ پس جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ قرآن قول فیصل ہے، یہ تمسخر اور مذاق نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ کے تحت کہا: بلاشبہ یہ قول حق ہے۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ اور یہ باطل نہیں ہے۔ اور اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا کے تحت فرمایا: آپ انہیں قریب کی مہلت دے دیجئے (یعنی تھوڑی سی مہلت دے دیجئے)۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ان کفار کو مہلت دیجئے۔ یہاں تک کہ میں جنگ کا حکم دے دوں۔

امام ابن ابی شیبہ، دارمی، ترمذی، محمد بن نصر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت حارث الاعور رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو لوگ احادیث کے بارے میں عیب اور نقائص بیان کرنے لگے۔ تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں اس کے بارے اطلاع دی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 203 (35348)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 83-182، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب فتنہ برپا ہوگا۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کے بارے بھی اور تمہارے لیے بھی حکم ہے، یہ قول فیصل ہے تمسخر و مذاق نہیں ہے۔ پس جب جبر و قہر کرنے والے نے اسے چھوڑا، اللہ تعالیٰ اسے توڑ دے گا اور جو اس کے سوا کسی اور سے ہدایت چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ یہی ذکر حکیم ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ یہ وہ ہے جس کے سبب خواہشات (صراط مستقیم) ٹیڑھی نہیں ہوں گی۔ علماء اس سے سیر نہیں ہوں گے اور نہ زبانیں اس سے ملتبس ہوں گی اور نہ بار بار پڑھنے سے یہ اکتاہٹ کا سبب ہوگا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے۔ یہ وہی ہے جسے جونہی جنات نے سنا تو وہ رک گئے یہاں تک کہ انہوں نے کہہ دیا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ (الجن) جس نے اس کے ساتھ گفتگو کی اس نے سچ کہا۔ جس نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا اس نے عدل کیا۔ جس نے اس کے مطابق عمل کیا اس نے اجر پایا۔ اور جس نے اس کی طرف دعوت دی اس نے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔

امام محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں انتہائی عظیم اور شدید قرار دیا۔ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ان سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ اس میں نکلنے کی راہ ہے۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کا ذکر بھی ہے اور تم سے بعد والوں کی خبر بھی اور اس میں تمہارے بارے میں فیصلے بھی ہیں۔ پس جس جبر و ظلم کرنے والے نے اسے چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا، اور جو اس کے سوا کسی اور سے ہدایت کا خواہش مند ہوگا اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دیگا۔ وہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، وہی ذکر حکیم ہے اور وہی صراط مستقیم ہے۔ اور وہی ہے جسے جنات نے جب سنا تو رکے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ کہہ دیا: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ (الجن) اور یہی وہ ہے جس کے ساتھ زبانیں تھکتی نہیں اور نہ ہی بار بار کثرت سے پڑھنا باعث اکتاہٹ ہوتا ہے۔(1)

1۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 84 (160)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com

Marfat.com